[1996] سپریم کورٹ رپوٹس 6.S.C.R

ازعدالت عظمی

یونائیٹڈ بینک آف انڈیا

بنام

شری نریش کمار اور دیگر

ستمبر 18,1996

[جے ایس ورما اور بی این کرپال، جسٹسز]

مجموع ضابطہ دیوانی، :1908 حکم 6 قاعدہ14-آرڈر 29 قاعدہ 1اورآرڈر 41 قاعدہ 27(1)(بی)۔

درخواستیں—کمپنی کے ذریعہ مقدمہ—کمپنی کے ذریعہ باضابطہ طور پر مجاز شخص کے ذریعہ دستخط شدہ اور تصدیق شدہ دعوی—تاہم، مقدمہ اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ اس پر کسی قابل شخص کے ذریعہ باضابطہ طور پر دستخط اور تصدیق نہیں کی گئی تھی—منعقد: کمپنی واضح طور پر اپنے کسی افسر کو شکایت پر دستخط کرنے کا اختیار دے سکتی ہے یا وہ واضح طور پر یا مضمر طور پر دستخط کرنے کے عمل کی توثیق کر سکتی ہے—عدالت ریکارڈ پر موجود شواہد اور خاص طور پر مقدمے کے انعقاد کے حوالے سے حالات کی بنیاد پر توثیق کے بارے میں نتیجہ اخذ کر سکتی ہے—یہاں تک کہ اگر ٹرائل کورٹ نے پایا کہ شکایت پر مجاز شخص کے ذریعہ باضابطہ طور پر دستخط اور تصدیق نہیں کی گئی تھی، تب بھی 0.41 قاعدہ 27(1)(بی) کے تحت اپیلٹ کورٹ پاور آف اٹارنی کو پیش کرنے کی ہدایت دے سکتی ہے یا کمپنی کے مجاز شخص کو توثیق ثابت کرنے کے لیے گواہ کے طور پر جانچنے کا حکم دے سکتی ہے—کیس کے حالات میں، شکایت پر باضابطہ طور پر دستخط کیے گئے تھے اور کسی اہل شخص کے ذریعے تصدیق کی گئی تھی۔

عمل اور طریقہ کار:

عرضیاں—طریقہ کار کی بے ضابطگیوں یا محض تکنیکی کی وجہ سے بنیادی حقوق کو شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے جو قابل علاج ہے—،1908، ضابطہ دیوانی 06 قاعدہ14۔

اپیل کنندہ بینک نے مدعا علیہ نمبر 1 کو پیش کردہ قرض کی وصولی کے لیے سود کے ساتھ ایک مقدمہ دائر کیا۔ ایک آر نے دستخط کیے تھے اور اپیل کنندہ کی جانب سے شکایت دائر کی تھی۔ مقدمہ اپیل کنندہ کمپنی کے نام سے دائر کیا گیا تھا؛ عدالت فیس کی پوری رقم اپیل کنندہ بینک نے ادا کر دی تھی؛ اپیل کنندہ کی جانب سے دستاویزی اور زبانی شواہد پیش کیے گئے تھے اور مقدمے کی سماعت تقریباً دو سال تک جاری رہی تھی۔ نیچے کی عدالتیں اس نتیجے پر پہنچیں کہ رقم مدعا علیہ نمبر 1 نے لی تھی اور مدعا علیہ نمبر 2 اور مدعا علیہ نمبر 3 کا شوہر ضامن کے طور پر کھڑا تھا اور اپیل کنندہ کا یہ دعوی جائز تھا۔ تاہم، مقدمے کو درج ذیل عدالت عالیان نے اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ شکایت پر کسی قابل شخص کے دستخط اور تصدیق نہیں کی گئی تھی۔ اس عدالت سامنے غور کے لیے سوال یہ تھا کہ آیا شکایت پر کسی اہل شخص کے دستخط

اور تصدیق کی گئی تھی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1.1: اپیل کنندہ جیسی کمپنی اپنے نام پر مقدمہ کرسکتی ہے اور اس پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ آرڈر 6 قاعدہ 14 کو مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 کے آرڈر 29 قائدہ 1 کے ساتھ مل کر پڑھنا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آرڈر 29 کے قاعدہ 1 میں مذکور کسی شخص کو کسی باضابطہ لیٹر آف اتھارٹی یا پاور آف اٹارنی کی عدم موجودگی میں بھی، اس عہدے کی وجہ سے جو وہ رکھتا ہے، کارپوریشن کی جانب سے استدعاوں پر دستخط اور تصدیق کرسکتا ہے۔ مجموع ضابطہ دیوانی کے ڈی ہارس آرڈر 29 قاعدہ 1 کے علاوہ، چونکہ ایک کمپنی قانونی ادارہ ہے، اس لیے وہ کسی بھی شخص کو اپنی طرف سے شکایت یا تحریری بیان پر دستخط کرنے کا اختیار دے سکتی ہے اور اسے مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 6 قاعدہ 14 توضیعات کی مناسب تعمیل سمجھا جائے گا۔ کسی شخص کو کمپنی کی جانب سے درخواستوں پر دستخط کرنے کا واضح طور پر اختیار دیا جاسکتا ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں اور ایسی صورتوں میں جہاں اس کے کسی افسر نے استدعا پر دستخط کیے ہوں، کارپوریشن استدعا پر دستخط کرنے میں اپنے افسر کی مذکورہ کارروائی کی توثیق کرسکتی ہے۔ اس طرح کی توثیق اظہار یا مضمر ہوسکتی ہے۔ [D-F–483]

2.1 نیچے دی گئی عدالتیں یہ فیصلہ دے سکتی تھیں کہ آر کو اپیل کنندہ کی جانب سے شکایت پر دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا ہوگا۔ متبادل میں یہ مؤقف اختیار کرنا جائز ہوتا کہ جس طریقے سے مقدمہ چلایا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ بینک نے شکایت گانے میں آر کی کارروائی کی توثیق کی ہوگی۔ اگر، کسی بھی وجہ سے، نیچے کی عدالتیں اب بھی اس نتیجے پر پہنچنے سے قاصر تھیں، تو اپیل کرنے والی عدالت عالیان میں سے کسی کو بھی مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 41 رول 27(1)(بی) کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرنا چاہیے تھا اور مناسب پاور آف اٹارنی کو پیش کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے تھی یا وہ آر یا کسی دوسرے قابل شخص کو گواہ کے طور پر جانچنے کا حکم دے سکتے تھے تاکہ توثیق یا شکایت پر دستخط کرنے کے لیے آر کے اختیار کو ثابت کیا جاسکے۔ اس طرح کے اختیار کا استعمال عدالت کے ذریعے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کیا جانا چاہیے کہ حقیقی دعوے کو مسترد کرکے ناانصافی نہ ہو۔ [A-B– 484،H–483]

2.2 موجودہ جیسے معاملات میں جہاں عوامی کارپوریشن کی جانب سے مقدمات قائم کیے جاتے ہیں یا ان کا دفاع کیا جاتا ہے، عوامی مفاد کو محض تکنیکی بنیاد پر شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ طریقہ کار کی خرابی جو معاملے کی جڑ تک نہیں جاتی ہے اسے کسی منصفانہ مقصد کو شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت عدالت عالیان میں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کافی اختیارات ہیں کہ کسی بھی فریق کے ساتھ ناانصاف نہ کیا جائے جس کا مقدمہ منصفانہ ہو۔ جہاں تک ممکن ہو کسی بنیادی حق کو طریقہ کار کی بے ضابطگی کی وجہ سے شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے جو قابل علاج ہے۔ [H–482، A–483]

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1986: کی دیوانی اپیل نمبر 11884۔

1993 کے آر ایس اے نمبر 869 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 30.8.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے میسر مرد لارے بھار دواج کے لیے سنیل گوئل۔

جواب دہندہ نمبر 1 – 2 کے لیے جی کے بنسل۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

کرپال، جسٹس۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اس اپیل میں جو بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ بینک کی طرف سے دائر رقم کی وصولی کے لیے مقدمہ مناسب طریقے سے دائر کیا گیا تھا۔

امبالا کینٹ میں اپیل کنندہ کی برانچ نے ماتحت جج، امبالا کینٹ عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ مدعا علیہ سے 1,40,553.91 روپے، کی وصولی کے لیے۔ اپیل کنندہ کا معاملہ یہ تھا کہ 12 اپریل 1984 کو مدعا علیہ نمبر 1 کو اس کے کاروبار کے مقاصد کے لیے قرض کے طور پر 50,000 روپے کی رقم پیش کی گئی تھی اور اس تاریخ کو اس نے ایک ڈیمانڈ پرمسری نوٹ، سامان کے قرارداد کی قیاس آرائی اور دیگر دستاویزات پر عمل درآمد کیا تھا۔ جواب دہندہ نمبر 2 اور ایک ایس۔ مدعا علیہ نمبر 3 کے شوہر سریش کمار قرض کی ادائیگی کے لیے ضامن کے طور پر کھڑے تھے۔ کہا گیا کہ جواب دہندگان نے سہ ماہی آرام کے ساتھ 18 فیصد سالانہ کی شرح سے سود ادا کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ جب رقم کی ادائیگی میں کوتائی کا ارتکاب کیا گیا تو مذکورہ مقدمہ اصل رقم اور اس پر سود کی وصولی کے لیے دائر کیا گیا۔ مجموعی رقم 1,40,553.91 روپے، پر آئی۔

مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے دائر تحریری بیان میں جو عرضی لی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اس نے کبھی قرض نہیں لیا تھا جیسا کہ اپیل کنندہ بینک اور مدعا علیہ نمبر 2 اور نے الزام لگایا تھا۔ سریش کمار نے کوئی ضمانت نامہ پر عمل درآمد نہیں کیا تھا۔ تاہم، یہ تسلیم کیا گیا کہ کچھ خالی دستاویزات پر دستخط کیے گئے تھے لیکن اس بات کی تردید کی گئی کہ جواب دہندگان نے 18 فیصد سالانہ کی شرح سے سود ادا کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ انہوں نے اپیل کنندہ کی جانب سے شکایت پر دستخط کرنے اور دائر کرنے کے شری ایل کے روہتگی کے اختیار کو چیلنج کرنے والی ایک اضافی عرضی بھی لی۔ مدعا علیہ نمبر 2 نے ایک علیحدہ تحریری بیان دائر کیا جس میں درخواستوں کو اسی طرح لیا گیا جو مدعا علیہ نمبر 1 نے اپنے تحریری بیان میں اٹھایا تھا۔ ایک اور عرضی جو اس کی طرف سے لی گئی تھی وہ یہ تھی کہ اس کی ضمانت 50,000 روپے کی حد تک محدود تھی اور وہ صرف اس وجہ سے مزید رقم ادا کرنے کی ذمہ دار نہیں تھی کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو اضافی کریڈٹ سہولیات کی اجازت دی گئی ہو۔ جیسا کہ دوسرے ضامن شریش سریش کمار کی اس کی بیوہ کی موت ہوگئی تھی، یعنی مدعا علیہ نمبر 3 کو مدعا علیہان میں سے ایک کے طور پر شامل کیا گیا تھا لیکن چونکہ وہ پیش نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کے خلاف مقدمہ ایک طرف سے آگے بڑھا۔ اپیل کنندہ بینک نے اپنی نقل دائر کی جس میں اس نے جواب دہندگان 1 اور 2 کی طرف سے دائر تحریری بیان میں موجود الزامات کی تردید کی۔

فریقین کی استدعا پر درج ذیل مسائل وضع کیے گئے :

".1 کیا شکایت پر کسی قابل شخص کے دستخط اور تصدیق ہوتی ہے؟ او پی پی

.2 کیا مدعا علیہ نمبر 1 نے مدعی بینک سے 12.4.84 پر 50,000 روپے کا قرض اٹھایا اور مدعی بینک کے حق میں ڈیمانڈ پر مسری نوٹ، سامان کے قرارداد، قرض کے خط اور دیگر دستاویزات پر عمل درآمد کیا؟ او پی پی

.3 کیا مدعا علیہان نمبر 2 اور 3 قرض کی ادائیگی کے لیے ضامن کے طور پر کھڑے تھے اور اگر ایسا ہے تو ان کی ذمہ داری کی حد کتنی ہے؟ او پی پی

.4 بقایا رقم کتنی ہے؟ او پی پی

.5 چاہے مدعی نے قرض کی شرائط میں تبدیلی کی ہو اور اگر ایسا ہے تو، اس کا اثر مدعا علیہان نمبر 2 اور 3، پارٹیوں کی ذمہ داریوں پر پڑتا ہے۔

.6 کیا مدعی کی طرف سے پیش کردہ حساب کا بیان ثبوت میں قابل قبول ہے؟ او پی پی

.7 کیا مدعا علیہان سود ادا کرنے پر راضی ہوئے اگر ایسا ہے تو کس شرح اور کس رقم پر؟ او پی پی

.8 کیا مدعی کے پاس کارروائی کی کوئی وجہ نہیں ہے؟ او پی پی 9۔ راحت۔"

ٹرائل جج نے 14 نومبر 1987 کے اپنے فیصلے کے ذریعے اپیل کنندہ کے خلاف مسئلہ نمبر 1، 2 اور 7 کا فیصلہ کیا۔ ایشوز 3، 4، 5 اور 6 اپیل کنندہ کے حق میں تھے۔ تاہم ٹرائل عدالت نے معاملات 2 اور 3 کے تحت فیصلہ دیا کہ مدعا علیہ نمبر 3 کوئی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے اور مدعا علیہ نمبر 12 2 اپریل 1984 سے 11 فروری 1985 کی مدت کے لیے 18 فیصد سالانہ کی شرح سے اصل رقم کے ساتھ سود کے طور پر صرف 55 روپے کی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ تاہم، مسئلہ نمبر 1 کے اپیل کنندہ کے خلاف فیصلے کے پیش نظر، اپیل کنندہ کی طرف سے دائر مقدمہ اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا گیا۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے ایک اپیل دائر کی جس کا فیصلہ 2 نومبر 1992 کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، امبالا نے کیا۔ ایڈیشنل ضلعی جج نے جہاں تک معاملات 2 اور 7 کا تعلق ہے، ٹرائل عدالت کے نتائج کو الٹ دیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اپیل کنندہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے 50,000 روپے کا قرض لیا تھا اور اس نے بھی ثابت کیا تھا۔ جواب دہندگان کے ذریعے متعلقہ دستاویزات پر عمل درآمد۔ اصل مقروض اور ضامن بھی 18 فیصد سالانہ کی شرح سے سود ادا کرنے پر متفق تھے۔ اس نے مدعا علیہ نمبر 2 کی ذمہ داری کو 50,000 روپے اور اس پر سود تک محدود کرنے کے ٹرائل عدالت کے فیصلے کی تصدیق کی۔ مدعا علیہ نمبر 3

کی ذمہ داری کے حوالے سے نچلی اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ ثابت کرنے کے لیے کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں کہ اسے اپنے متوفی شوہر سے کوئی جائیداد وراثت میں ملی ہے اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی اور اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کی گئی۔ تاہم اپیل کو مسترد کر دیا گیا کیونکہ ایڈیشنل ضلع جج نے مسئلہ نمبر 1 کے حوالے سے ٹرائل عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ شری ایل کے روہتگی کے پاس اپیل کنندہ بینک کی جانب سے مقدمہ دائر کرنے کا کوئی جائز اختیار تھا۔

ایڈیشنل ضلع جج کے مذکورہ فیصلے کے خلاف اپیل کنندہ نے باقاعدہ دوسری اپیل دائر کی۔ 30 اگست 1993 کے حکم نامے کے ذریعے پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے واحد جج نے مذکورہ اپیل کو یہ مشاہدہ کرتے ہوئے مسترد کر دیا کہ درج ذیل دو عدالتوں کے ذریعے درج کردہ حقائق کے بیک وقت نتائج میں مداخلت کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس لیے خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

اس اپیل میں، لہذا، واحد سوال جو غور کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا شکایت پر کسی قابل شخص نے باضابطہ طور پر دستخط اور تصدیق کی تھی۔

موجودہ جیسے معاملات میں جہاں عوامی کارپوریشن کی جانب سے مقدمات قائم کیے جاتے ہیں یا ان کا دفاع کیا جاتا ہے، عوامی مفاد کو محض تکنیکی بنیاد پر شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ طریقہ کار کے نقائص جو معاملے کی جڑ تک نہیں جاتے ہیں انہیں کسی منصفانہ مقصد کو شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت عدالت عالیان میں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کافی طاقت موجود ہے کہ کسی بھی فریق کے ساتھ ناانصافی نہ کیا جائے جس کے پاس منصفانہ مقدمہ ہو اور جتنا ممکن ہو اس طریقہ کار کی بے ضابطگی کی وجہ سے ایک بنیادی حق کو شکست دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے جو قابل علاج ہے۔

اس بات سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ اپیل کنندہ جیسی کمپنی اپنے نام پر مقدمہ کر سکتی ہے اور اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 6 قاعدہ 14 کے تحت ایک عرضی پر فریق اور اس کے وکیل، اگر کوئی ہو، کے دستخط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ کمپنی ایک قانونی ادارہ ہے اس لیے یہ واضح ہے کہ کسی شخص کو کمپنی کی جانب سے عرضیوں پر دستخط کرنے ہوتے ہیں۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 29 رول 1 میں، اس لیے کہا گیا ہے کہ کارپوریشن کے ذریعے یا اس کے خلاف مقدمے میں سیکرٹری یا کارپوریشن کا کوئی ڈائریکٹر یا دیگر پرنسپل آفیسر جو کیس کے حقائق کو بیان کرنے کے قابل ہو، کمپنی کی جانب سے دستخط اور تصدیق کر سکتا ہے۔ آرڈر 6 قاعدہ 14 کو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 29 قاعدہ 1 کے ساتھ مل کر پڑھنا یہ ظاہر کرے گا کہ آرڈر 29 کے قاعدہ 1 میں مذکور کسی شخص کو کسی باضابطہ لیٹر آف اتھارٹی یا پاور آف اٹارنی کی عدم موجودگی میں بھی، اس عہدے کی وجہ سے جو وہ رکھتا ہے، کارپوریشن کی جانب سے استدعاوں پر دستخط اور تصدیق کر سکتا ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈی ہارس آرڈر 29 قاعدہ 1 کے علاوہ، چونکہ ایک کمپنی ایک قانونی ادارہ ہے، اس لیے وہ کسی بھی شخص کو اپنی طرف سے شکایت یا تحریری بیان پر دستخط کرنے کا اختیار دے سکتی ہے اور اسے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 6 قاعدہ 14 توضیعات کے ساتھ کافی تعمیل سمجھا جائے گا۔ کسی شخص کو کمپنی کی جانب سے درخواستوں پر دستخط کرنے کا واضح طور پر اختیار دیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذریعے اس سلسلے میں قرارداد منظور کرنا یا کسی فرد کے حق میں پاور آف اٹارنی کے ذریعے عمل درآمد کرنا۔ اس کی عدم موجودگی میں اور ایسی صورتوں میں جہاں اس کے کسی

افسر نے استدعا پر دستخط کیے ہوں، کارپوریشن استدعا پر دستخط کرنے میں اپنے افسر کی مذکورہ کارروائی کی توثیق کر سکتی ہے۔ اس طرح کی توثیق اظہار یا مضمر ہو سکتی ہے۔ عدالت ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر، اور مقدمے کے تمام حالات کو لینے کے بعد، خاص طور پر مقدمے کے انعقاد کے حوالے سے اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ کارپوریشن نے اپنے افسر کی طرف سے استدعا پر دستخط کرنے کے عمل کی توثیق کی تھی۔

درج ذیل عدالتیں یہ فیصلہ دے سکتی تھیں کہ شری ایل کے روہتگی کو اپیل کنندہ کی جانب سے شکایت پر دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا ہوگا۔ متبادل طور پر یہ ماننا جائز ہوتا کہ جس طریقے سے مقدمہ چلایا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ بینک نے شکایت پر دستخط کرنے میں شری ایل کے روہتگی کی کارروائی کی توثیق کی ہوگی۔ اگر، کسی بھی وجہ سے، نیچے کی عدالتیں اب بھی اس نتیجے پر پہنچنے سے قاصر تھیں، تو اپیلیٹ عدالتیں میں سے کسی ایک کو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 41 قاعدہ 27(1)(بی) کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرنا چاہیے تھا اور اسے مناسب پاور آف اٹارنی پیش کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے تھی یا وہ توثیق یا شکایت پر دستخط کرنے کے لیے شری ایل کے روہتگی کے اختیار کو ثابت کرنے کے لیے شری ایل کے روہتگی یا کسی دوسرے قابل شخص سے گواہ کے طور پر جانچ کرنے کا حکم دے سکتے تھے۔ اس طرح کے اختیار کا استعمال عدالت کے ذریعے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کیا جانا چاہیے کہ حقیقی دعوے کو مسترد کرنے سے ناانصافی نہ ہو۔

نیچے کی عدالتیں اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے رقم لی تھی اور مدعا علیہ نمبر 2 اور مدعا علیہ نمبر 3 کا شوہر ضامن کے طور پر کھڑا ہوا تھا اور یہ کہ اپیل کنندہ کا دعوی جائز تھا، اگر اپیل کنندہ کسی تکنیکی وجہ سے موزوں نہیں ہے جو معاملے کی جڑ تک نہیں جاتا ہے تو یہ انصاف کا مذاق ہوگا۔ مقدمہ کسی دائرہ اختیار کی کمزوری کا شکار نہیں تھا اور واحد عیب جس کا جواب دہندگان کی جانب سے الزام لگایا گیا تھا وہ قابل علاج تھا۔

عدالت کو مطمئن ہونا پڑا کہ شری ایل کے روہتگی اپیل کنندہ کی جانب سے شکایت پر دستخط کر سکتے ہیں۔ مقدمہ اپیل کنندہ کمپنی کے نام سے دائر کیا گیا تھا؛ عدالت فیس کی پوری رقم اپیل کنندہ بینک نے ادا کر دی تھی؛ اپیل کنندہ کی جانب سے دستاویزی اور زبانی شواہد پیش کیے گئے تھے اور سب جج، امبالا کے سامنے مقدمے کی سماعت تقریباً دو سال تک جاری رہی تھی۔ ان حالات میں یہ فرض کرنا بھی مشکل ہے کہ مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور اپیل کنندہ کے ادارے کو اختیار دیے بغیر اس پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ واحد معقول نتیجہ جس پر ہم پہنچ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ شری ایل کے روہتگی کو شکایت پر دستخط کرنے کا اختیار ہونا چاہیے تھا اور کسی بھی صورت میں یہ ماننا چاہیے کہ اپیل کنندہ نے شکایت پر دستخط کرنے میں شری ایل کے روہتگی کی کارروائی کی توثیق کی تھی اور اس کے بعد یہ مقدمہ جاری رہا۔

نتائج:

اپیل کنندہ کا مقدمہ خارج کر دیا گیا تھا کیونکہ اس کے خلاف مسئلہ نمبر 1 کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ فریقین کے وکیل نے دیگر معاملات پر نچلی اپیلیٹ عدالت کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا ہے، جس فیصلے کی تصدیق عدالت عالیہ نے کی تھی جب اس نے دوسری اپیل کو محدود طور پر مسترد کر دیا تھا۔ یہاں اوپر بیان کردہ وجوہات کی بناء پر ہم یہ مانتے ہیں کہ مسئلہ نمبر 1 کا غلط فیصلہ کیا گیا تھا اور اس وجہ سے اپیل کنندہ دیگر

مسائل پر نچلی اپیلٹ عدالت کے فیصلے کے پیش نظر حکم نامے کا حقدار تھا۔

اپیل کنندہ کی اپیل، اس کے مطابق، مذکورہ بالا شرائط میں قابل قبول ہے۔اس کا اثر یہ ہوگا کہ اپیل کنندہ کے مقدمے کا فیصلہ دیگر معاملات پر نچلی اپیلٹ عدالت کے فیصلے کے مطابق کیا جائے گا جس کا فیصلہ اس عدالت نے اپیل کنندہ کے حق میں کیا تھا۔اپیل کنندہ اخراجات کا بھی حقدار ہوگا۔

وی ایس ایس

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:33
I am the author of this document